نیکیوں کا موسم بہار

مولانا ابن الحسن عباسی

ماہ رمضان کی آمد آمد ہے، یہ روحانیت اور نیکیوں کے موسم بہار کا مہینہ ہے، اس میں گناہ جھڑتے اور خیر و بھلائی کی تازہ کونپلیں پھوٹتی ہیں، مغفرت کی ہوائیں چلتی اور رحمت کی پھوار برستی ہے، نفسانی خواہشات پر قابو پانے کی مشق کرائی جاتی ہے اور روحانی آلائشوں کی صفائی اور ٹوننگ ہوتی ہے، بھلائی کی قوت اور استعداد منجھ کر نکھرتی ہے، یہ آخرت کی کمائی اور نیکیاں سمیٹنے کا خاص سیزن ہوتا ہے، نوافل پر فرض کا اجر ملتا ہے اور فرض کا ثواب ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ ماہ رمضان کو اللہ کے کلام سے خاص مناسبت ہے، تمام آسمانی کتابیں اسی ماہ میں نازل ہوئیں ہیں، امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں حضرت واثلہ ابن اسقع سے روایت نقل کی ہے کہ صحائف ابراہیمی پہلے رمضان، تورات چھ رمضان، انجیل تیرہ رمضان، زبور بارہ رمضان اور قرآن کریم چوبیس رمضان کو نازل ہوا۔ قرآن کریم کی مشک بو تلاوت سے صرف عالم اسلام ہی نہیں، ساری دنیا گونجنے لگتی ہے، کیا دشت و کہسار اور کیا شہر و دیہات......اللہ کے مقدس کلام کی خوشبو سے ساری کائنات معطر رہنے لگتی ہے۔

حضور صلی علیہ وسلم نے فرمایا یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے، صبر سے مراد نفسانی خواہشات کو دبانا اور بھوک و پیاس کی مشقت کو برداشت کرنا ہے۔ طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک مومنین مخصوص صبر کے یہ مراحل طے کرتے ہیں۔

خود انسان بھوک و پیاس کی تکلیف سہتا ہے تب مستقل فاقہ کرنے والوں کے درد کا احساس جاگتا ہے ضعیفوں کی بے بسی اور محتاجوں کے غم کی کسک محسوس ہونے لگتی ہے، یوں ہمدردی اور غم خواری کا اخلاقی وصف دلوں میں پیدا اور بیدار ہو جاتا ہے، اس لیے اسے غم خواری کا مہینہ کہا گیا......اس ماہ مبارک کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا عشرہ مغفرت اور تیسرا عشرہ آتش دوزخ سے آزادی کا ہے۔

اسی ماہ میں ان گنت برکتوں اور بے شمار رحمتوں والی رات "لیلۃ القدر" آتی ہے، جس کی فضیلت واہمیت سے متعلق قرآن کریم میں پوری ایک سورہ نازل ہوئی اور جسے ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا گیا۔ ہزار مہینوں میں تقریباً

تیس ہزار راتیں اور تراسی سال آتے ہیں۔ بہتر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت پر فائق ہے، اس میں قرب الٰہی کی جتنی منزلیں طے ہوسکتی ہیں دوسری ہزار راتوں میں بھی طے نہیں ہو سکتی، اس قدر ومنزلت اور برکت وعظمت والی رات کی تاریخ کی تعین نہیں کی گئی لیکن اکثر روایتوں میں ہے کہ یہ رمضان کے آخری عشرت کی کوئی رات ہے اور صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نقل کیا کہ شب قدر رمضان کے آخری حصے کی طاق راتوں میں تلاش کرو یعنی اکیسویں، تیئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں رات میں سے کوئی لیلۃ القدر ہوسکتی ہے۔

یہ دریائے رحمت کے جوش اور انوار وبرکات کے شباب کا عشرہ ہوتا ہے، اسی میں اعتکاف کی سنت پر عمل ہوتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ویسے تو سارے رمضان میں سراپا بندگی اور محو عبادت وتلاوت رہتے لیکن آخری عشرے کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (شد مئزرہ، واحیالیلہ، وایقظ اھلہ) آپ کمر کس لیتے، اپنی راتیں زندہ کرتے اور گھر والوں کو بھی (عبادت اور رحمتیں سمیٹنے کے لیے) جگاتے...... یہی وہ مہینہ ہے جس میں ہر رات اللہ کا منادی پکارتا ہے (یا باغی الخیر اقبل و یاباغی الشر امسک) اے خیر ونیکی کے متلاشی! آگے بڑھ اور اے شر وبدی کے خواہش مند! رک جا...... اس ماہ سجائی گئی جنتوں کے دروازے کھلتے اور جہنم کے دروازے بند ہوتے ہیں، بڑے شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے اور یوں نفسانی حربوں کی اندھیر نگری میں سچی حقیقتوں کے روزن وا ہوتے ہیں اور نفس کو پچھاڑنا آسان ہو جاتا ہے، اس ماہ کے اعمال، اس کی روحانیت، اس کا پرنور ماحول اور اس کی بابرکت فضا تقویٰ اور باطنی پاکیزگی کی مسافتیں طے کرانے میں اکسیر کا درجہ رکھتی ہے، اس کے لمحے دنوں پر اور اس کے دن برسوں پر بھاری ہیں، قرآن کریم نے لعلکم تتقون (شاید تم پرہیزگار بن جاؤ) کہہ کر اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے...... آج عالم اسلام کے رستے زخموں کا ایک سبب عام مسلمان کا گناہوں میں غرق ہونا اور اللہ کی نافرمانیوں کی دلدل میں پھنسنا بھی ہے، مسلمان اگر صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں، ان کی زندگیوں میں اسلامی اعمال کا نور آجائے، وہ ایمان کے عملی تقاضوں کو واقعتاً پورا کرنا شروع کردیں اور وہ غفلت کے اندھیاروں میں اسوہ نبویہ کے موافق عمل صالح کا چراغ روشن کردیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ صنعت معیشت اور وسائل واسباب کی قلت کے باوجود زوال وانحطاط کی پستیوں سے نہ نکل سکیں، انہیں ان کا کھویا ہوا مقام مل سکتا ہے، ان کا خوف امن سے، ان کی مرعوبیت رعب سے اور ان کا زوال وادبار، ترقی واقبال سے بدل سکتا ہے کہ یہ قرآنی وعدہ ہے اور قرآن کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔

ماہ مبارک میں رحمت الٰہی کو انتظار رہتا ہے کہ کسی عاصی کسی نافرمان اور کسی بھی روسیاہ ظالم کی زبان سے بخشش کا نالہ بلند ہو، دل سے آہ اٹھے تو اس کا دامن مرادوں سے بھر دیا جائے اور اسے بخشے ہوئے بندوں کی فہرست میں شامل کر دیا جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''بندہ میرے لیے روزہ رکھتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا''۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جود وسخا کے پیکر تھے، تاہم اس ماہ آپ کی جود وسخا عروج پر ہوتی، صحیح بخاری کی حدیث میں ہے ''کان اجود من الریح المرسلہ '' ماہ رمضان میں آپ صلی علیہ وسلم چلتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے۔اس ماہ مومن کے رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے، افطاری کے دسترخوان پر وہ دنیا جہاں کی نعمتیں پاتا ہے، وہ کھاتا بھی ہے اور کھلاتا بھی، اور یہ کھانا کھلانا دونوں کے لیے باعث اجر وثواب ہے، کوئی کسی روزہ دار کو صرف پانی اور کھجور ہی سے افطار کیوں نہ کرا دے، افطار کرانے والا ایک روزہ کے اجر کا مستحق قرار پاتا ہے۔

نیکیوں کے اس موسم گل رنگ سے فائدہ اٹھانے کی بڑی ترغیب دی گئی، اگر کوئی بے نوا اس ماہ بھی معاصی سے باز نہ آئے، رحمتوں کی یہ فصل بہار اس کے دامن میں اجالا نہ کر سکے اور ان بابرکت ایام میں بھی وہ اپنے کرتوتوں کی سیاہ روش تیاگنے پر تیار نہ ہو.....ماہ مبارک گزر جائے لیکن رحمت کے دامن سے چمٹ کر وہ اپنے لیے مغفرت کا پروانہ حاصل نہ کر سکے تو افسوس ہے ایسے شخص کی بدبختی اور شقاوت پر.....حضرت جبریل علیہ السلام نے ایسے نامراد کی تباہی اور بربادی کی بددعا فرمائی اور زبان رسالت نے اس پر آمین کہا۔

اہل دل اس ماہ کے ایک ایک لمحہ کی قدر کرتے ہیں، ان کے لیل ونہار میں آہوں کی صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے اور ان کے اشک ندامت، دل کی کدورتوں کو بہاتے دکھائی دیتے ہیں، امام ابوحنیفہؒ کا ماہ رمضان میں 61 قرآن کریم ختم کرنے کا اور امام شافعیؒ کا ساٹھ بار ختم کرنے کا معمول تھا، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ تیس مرتبہ ختم کرتے تھے اور روزانہ دس پندرہ پارے پڑھنا تو عام معمول رہا ہے کہ رمضان نزول قرآن کی سالگرہ اور کلام الٰہی کے جشن عام کا مہینہ ہے.... بلاشبہ مومن کے لیے اس ماہ کا ہر روز، روز عید اور ہر شب، شب قدر ہے، کیا ہے کوئی قدردان؟

☆☆☆